اُردو اِملا

اُردو املا کے 56 عمومی متفقہ درست الفاظ ومرکّبات

مرتّب: غلام احمد رضا قادری

سبق وار ترتیب

سبق نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	سبق نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
سبق:1	اردو املا کی اہمیت اور صحیح و غلط املا	1	سبق:6	ہمزہ (ء) کا درست استعمال	6
سبق:2	املا کی تعریف اور بنیادی اصول	2	سبق:7	الف اور ہائے مختفی کے قواعد	8
سبق:3	اردو املا کا ارتقائی سفر	3	سبق:8	’ت / ۃ‘ کے املا کے قواعد	9
سبق:4	’ھ‘ اور ’ہ‘ کے قواعد اور استعمال	4	سبق:9	اردو املا کے 56 متفقہ درست الفاظ	10
سبق:5	الفاظ کو ملا کر لکھنا اور الف مقصورہ	5	سبق:10	املا کی مجوزہ کتب اور سوال جواب	12

پہلے اسے پڑھیے!

از: غلام احمد رضا قادری مدنی (اسلامک ریسرچ سینٹر، المدینۃ العلمیہ)

الفاظ کو ان کے درست حروف کے ساتھ لکھنا ”املا“ کہلاتا ہے، اور یہی کسی بھی زبان کی صحت اور حسن کا بنیادی معیار ہے۔ ادنیٰ سی لغزش بھی اہلِ علم و ذوق کی نظر میں کھٹکتی ہے، اس لیے اہلِ علم نے ہمیشہ املا کی درستی پر خاص توجہ دی ہے۔ اسی ضمن میں ایک مثال ملاحظہ ہو: عام طور پر ”چیخ و پکار“ لکھا جاتا ہے، حالانکہ درست ”چیخ پکار“ (بغیر واؤ کے) ہے۔ اس کی تائید امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی ایک دستی تحریر سے بھی ہوتی ہے، جس میں آپ نے ”و“ حذف فرمایا ہے، ملاحظہ ہو:

۔

اسی علمی ضرورت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ایک مختصر رسالہ تیار کیا گیا ہے، جس میں عام غلطیوں کی نشاندہی اور ان کی اصلاح پیش کی گئی ہے، تاکہ پڑھنے والوں کو املا کے بنیادی اصولوں سے روشناس کرایا جاسکے اور درست تحریر کی عادت پروان چڑھے۔ اس رسالے کا نام ”اردو املا“ ہے (12 صفحات)، جس کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ اس میں اردو املا پر مبنی 56 متفقہ الفاظ اور مرکبات کی فہرست حروفِ تہجی (ا۔ب۔پ وغیرہ) کے مطابق پیش کی گئی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ۔

اردو اِملا (صفحات:12)

سبق:1

حضرت علّامہ محمد احمد مصباحی (جامعہ اشرفیہ مبارک پور، ہند) لکھتے ہیں:

یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قواعدِ املا کی ضرورت کیوں ہے؟ عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ جو شخص اردو پڑھنا لکھنا جانتا ہے، اس کا املا خود درست ہو گا اور وہ الفاظ کو کتابوں کی طرح ہی لکھ لے گا۔ یہ بات عمومی حد تک درست ہے، لیکن ضرورت اُن الفاظ میں پیش آتی ہے جن کے املا مختلف کتابوں یا تحریروں میں مختلف انداز سے ملتے ہیں۔ ایسے مواقع پر قاری الجھن میں پڑ جاتا ہے کہ صحیح املا کون سا ہے؟ اسی لیے چند مثالوں کے ذریعے غلط اور درست املا کو واضح کیا جاتا ہے۔

غلط املا	صحیح املا
۱- دوکاندار اپنے قرض کا تقاضہ کرنے کیلئے نکلا اور خریدار کے گھر پہونچا۔	۱- دُکان دار ... تقاضا ... کے لیے ... پہنچا۔
۲- ہمنے دیر تک یہ تماشہ دیکھا	۲- ہم نے ... تماشا ...
۳- تمہارا دوست صبح یہاں آیا۔ مگر ہمسے ملنا گوارہ نہ کیا	۳- تمھارا ... صبح یہاں ... ہم سے ... گوارا ...
۴- ابتداء، انتہاء، استدعاء، علماء، فضلاء، حکماء، نداء، دعاء، جزاء۔	۴- ابتدا، انتہا، استدعا، علما ... (اردو میں سب بلا ہمزۂ آخر ہوں گے)
۵- اسنے اس نکتہ پر توجہ دی	۵- اس نے اس نکتے پر ...
۶- حکماء دہر اور علماء زمانہ اس فلسفہ کے حل سے قاصر ہیں۔	۶- حکمائے دہر اور علمائے زمانہ اس فلسفے کے ...
۷- اعلا، ادنا سبکا مدعٰی یہ تھا کہ اس جھگڑا کو کسطرح ختم کرنا چاہئے	۷- اعلیٰ، ادنیٰ سب کا مدّعا ... اس جھگڑے کو کسی طرح ... چاہیے۔
۸- تقاضۂ زمانہ اور مقتضیٔ حال پر نظر رکھنا ضروری ہے۔	۸- تقاضائے زمانہ اور مقتضائے حال ...

(دیکھیے: ”قواعد املا و انشا“، تقدیم ص9 بتصرف یسیر)

سبق:2

لفظوں میں صحیح حروف کا استعمال املا کہلاتا ہے۔ اور جو طریقہ ان حروف کے لکھنے کے لیے اختیار کیا جاتا ہے وہ **رسم الخط** کہلاتا ہے۔ اس کا تعلق لکھنے کے انداز سے ہے، مثلاً: اردو میں **نستعلیق** اور **نسخ** دو عام رسم الخط ہیں۔

اردو املا کے بنیادی تین اصول درج ذیل ہیں: **{1} لفظ کو اس کے ماخذ کے مطابق لکھنا چاہیے۔**
{2} املا کو صوتی نظام کے تابع رکھنا چاہیے۔ {3} استعمال عام اور چلن کی پیروی کرنی چاہیے۔

"سفارشات املا و رموزِ اوقاف" صفحہ 8 پر ہے:

"اردو میں املا اور رموزِ اوقاف کے مسائل پر اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ مختلف مکتبہ ہائے فکر اپنا اپنا مسلک رکھتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ املا کو اپنے ماخذ کے قریب تر رہنا چاہیے۔ بعض کے نزدیک اخذ الفاظ کو اپنے صوتی آہنگ کے تابع کیے بغیر لفظ سے مغائرت برقرار رہتی ہے اور جب تک صوتی نظام کے تابع نہ ہو جائے، زبان کا حصہ نہیں بن سکتا۔ یہ طبقہ تسہیل و تطہیر کی طرف راغب ہے اور اردو حروفِ تہجی سے بعض حروف ہی کو خارج کر دینے تک چلا جاتا ہے ۔ لیکن ایک تیسرا نقطۂ نظر رکھنے والا مکتب بھی موجود ہے ۔ جو نہ تو ماخذ پر بقدرِ شدت اصرار کرتا ہے اور نہ ہی تسہیل و تطہیر ہی کے زیرِ اثر تقلیب و تصرف کا اس حد تک حامی ہے کہ لفظ اپنے اصل ماخذ سے جدا ہو جائے۔"

مثال: حضرت علامہ محمد احمد مصباحی لکھتے ہیں: "نثری تحریر میں یاے اضافت سے متعلق میرا رجحان یہ ہے کہ بغیر ہمزہ کے ہو، ثناے خدا، علماے دین، اولیاے کرام۔ نظم میں جہاں تقطیع میں دو حرف آئیں (جیسے: اعلیٰ حضرت فرماتے: عزّت و اعتلائے محمد / کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد) وہاں 'ے' پر ہمزہ لکھا جائے اور جہاں ایک حرف ہو (بقولِ غالب: ملتیں جب مٹ گئیں اجزاے ایماں ہو گئیں) وہاں صرف ے لکھی جائے۔ بعض لوگ نثر و نظم میں ہر جگہ ہمزہ کے قائل ہیں۔ اور بعض ہر جگہ 'ے' پر ہمزہ لکھنے پر زور دیتے ہیں۔" (مقالات مصباحی، 809/1)

فارسی قواعد کے مطابق یاے اضافت کے ساتھ ہمزہ نہیں چاہیے، لیکن اردو کے چلن میں تقریباً 90 فیصد صورتوں میں یائے اضافت کے اوپر **ہمزہ** ملتا ہے۔ اگر یہ قواعد کی رو سے غلط ہے تو پھر املا میں **غلطِ عام** کو بھی صحیح ماننا پڑے گا۔

سبق:3

اردو املا کے فروغ میں علمی و تحقیقی خدمات

”اردو املا کے حوالے سے مولانا احسن مارہروی (م 1940ء) نے رسالہ فصیح الملک (مئی 1905ء) میں کچھ تجاویز پیش کیں۔ بعد ازاں ڈاکٹر عبد الستار صدیقی اس موضوع پر مسلسل لکھتے رہے۔ آزادی سے قبل مولوی عبد الحق بابائے اردو کی تحریک پر انجمن ترقی اردو نے املا کمیٹی قائم کی، جس کے اجلاس ہوئے اور تجاویز شائع ہوئیں۔ آزادی کے بعد ترقی اردو بورڈ اس میدان میں سرگرم رہا، جبکہ رشید حسن خاں نے اس موضوع پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے ”اردو املا“ کے نام سے ایک مبسوط کتاب اور دیگر مختصر کتب تصنیف کیں۔ پاکستان میں بھی اس جانب توجہ دی گئی۔

نئی دہلی کے ترقی اردو بورڈ کی سفارشات ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے مرتب کیں، جو 1974ء میں شائع ہوئیں۔ بعض اختلافات کے باعث ان پر نظرِ ثانی ہوئی اور ترمیم شدہ سفارشات ”املا نامہ“ (طبع دوم 1990ء) کے نام سے شائع ہوئیں، جو نسبتاً معتدل اور جامع ہیں۔“ (قواعدِ املا و انشا ص 11 بتصرف یسیر)

پاکستان میں املا کی متفقہ سفارشات اور وضاحت

- پاکستان میں بھی ایک متفقہ کمیٹی نے 1986ء میں ”سفارشاتِ املا و رموزِ اوقاف“ مرتب کیں۔

مرتب: اعجاز راہی۔ ناشر: مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔ طبع اوّل: جون 1986ء۔

نوٹ: آئندہ ”املا نامہ“ سے مراد طبع 1990ء اور ”سفارشاتِ املا و رموزِ اوقاف“ سے مراد مقتدرہ قومی زبان پاکستان کی تجاویز ہوں گی۔

سبق:4

(1)ہائے مخلوط(ھ)اور غیر مخلوط(ہ)

(1)...ہائے مخلوط(ھ)وہ ہے جو کسی حرف کے ساتھ مل کر ایک مشترکہ آواز پیدا کرے اور اپنی مستقل آواز نہ رکھے۔ مثلاً کبھی، تمھارا جب کہ ہائے غیر مخلوط(ہ)وہ ہے جو اپنی مستقل اور واضح آواز کے ساتھ الگ پڑھا جائے، جیسے: شہر، جہاں، ہم۔

سفارشاتِ املا(املانامہ اور مقتدرہ بورڈ):

ان کے مطابق بعض الفاظ جیسے: تمھارا، تمھیں، جنھیں، انھیں، انھوں، گیارھواں، بارھواں وغیرہ کو ہمیشہ **دوچشمی (ھ)** کے ساتھ لکھا جائے، بالکل اسی طرح جیسے کبھی، جبھی، سبھی لکھے جاتے ہیں۔

عملی صورتِ حال:

تاہم ایک بڑا طبقہ آج بھی ان الفاظ کو ہائے غیر مخلوط(ہ)یعنی ”لٹکن والی ہ“ کے ساتھ لکھتا ہے، جیسے:
تمہارا، تمہیں، جنہیں، انہیں، انہوں، گیارہواں، بارہواں وغیرہ۔
اس بنا پر بعض اہلِ علم کے نزدیک رواجِ عام کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، اگرچہ سفارشات میں ہائے مخلوط کو ترجیح دی گئی ہے۔

مزید مثال(اختلافِ املا):

- املانامہ: دلہن / دولہن
- سفارشاتِ مقتدرہ: دولھن

سبق:5

(2)لفظوں میں فاصلہ اور لفظوں کو ملا کر لکھنا

(2)... مرکبات میں جہاں تک ممکن ہو الفاظ الگ الگ لکھے جائیں تاکہ ان کے مفردات واضح ہو سکیں۔ مثلاً:

درست لکھائی: ان کو، آپ کے لیے، جائے گا، جس قدر، خوب صورت، آج کل، عقل مند، بے شک، انہیں

غلط لکھائی سے اجتناب کریں: انکو، آپکے، کیلیے، جائیگا، جسقدر، خوبصورت، آجکل، عقلمند، بیشک۔

البتہ بعض مرکب الفاظ ایسے ہیں جو ہمیشہ ملا کر لکھے جاتے ہیں، جیسے: شبنم، شمشیر۔

بعض الفاظ کو جدا کرنا غلط ہے، مثلاً": پیچیدہ" ایک مکمل لفظ ہے، اسے "پے چیدہ" لکھنا درست نہیں۔

سابقوں اور لاحقوں کا استعمال

(3)... سابقے اور لاحقے (جیسے: بہ، چہ، کہ) کو عموماً ملا کر لکھنا بہتر ہے، مثلاً:

بلکہ، چنانچہ، کیونکہ، چونکہ، جبکہ، بشرطیکہ، غرضیکہ، بخدا، بخوبی، بدقت، بہرحال، بدستور، بدولت، باندازہ، بطور، بحیثیت، بلحاظ وغیرہ۔

سوال: اِن شاءَاللہ کو اردو میں ''اِنشاءَاللہ'' لکھنا کیسا ہے؟

جواب: اِن شاءَاللہ یا اِنشاءَاللہ دونوں طرح لکھنا جائز ہے، تاہم بہتر یہ ہے کہ اسے الگ الگ لکھا جائے۔

(3)الفِ مقصورہ

(4)... عربی زبان کے وہ الفاظ جن کے آخر میں یائے (ی) پر کھڑا الف (ٰ) آتا ہے، مگر پڑھتے وقت اسے الف پڑھا جاتا ہے، اردو میں انہیں عربی املا کے مطابق لکھا جائے، مثلاً: مصطفٰی، موسیٰ، عیسیٰ، تعالیٰ، مسجدِ اقصیٰ، عید الاضحیٰ، اولیٰ، اعلیٰ، عقبیٰ، فتویٰ، تقویٰ۔ اسی طرح: صلوٰۃ، زکوٰۃ، مشکوٰۃ۔

اور درج ذیل الفاظ بھی اسی اصول کے مطابق لکھے جاتے ہیں: اللہ، الٰہی، الٰہیات، لٰہذا، ہٰذا۔

بعض عربی الفاظ میں کھڑا زبر (ٰ) دونوں صورتوں میں جائز ہے، مثلاً: اسماعیل / اسمٰعیل۔

اسحاق / اسحٰق۔ رحمان / رحمٰن۔ مولانا / مولٰینا۔ (ماخذ: سفارشاتِ مقتدرہ، صفحہ 9 تا 11)

سبق:6

(4)ہمزہ کا استعمال

(5)...وہ عربی الفاظ جو اردو میں بغیر ہمزہ کے رائج ہو چکے ہیں، انہیں **ہمزہ کے بغیر لکھا جائے**، مثلاً: ابتدا، انتہا، ارتقا، التوا، ابتلا، اولیا، انبیا، وزرا، فقرا، حکما، غربا، املا، اخفا، جہلا وغیرہ۔البتہ ترکیب میں 'ء' لکھنا ضروری ہے، جیسے: اِن شاءاللہ، ثناءاللہ، ضیاءالدین وغیرہ۔

(6) لئے، کئے، دئے، سئے، جئے، لیجئے، کیجئے، دیجئے، ان الفاظ میں ہمزہ کا کوئی کردار نہیں، درست املا: لیے، کیے، دیے، سیے، جیے، لیجیے، کیجیے، دیجیے وغیرہ۔غلط: لئے، کئے، دئے۔

ہمزہ کہاں آتا ہے؟

ہمزہ کے استعمال کے اصول؛(۱):اگر پہلے **الف (ا)** ہو: آیئے، جایئے، لایئے۔(۲):اگر پہلے **واو (و)** ہو: کھویئے، رویئے، دھویئے۔(۳):اگر پہلے حرف پر **زبر ہو**: گئے، نئے۔

(7)... عربی اور فارسی کے بعض الفاظ میں اصلاً ''ی'' استعمال ہوتی ہے لیکن اردو میں ان کے تلفظ میں ہمزہ کی آواز واضح طور پر نکلتی ہے، اس لیے اُنھیں 'ی' کے بجائے ''ء'' ہی سے لکھا جائے، مثلاً: آئندہ، نمائندہ، آزمائش، فرمائش، گنجائش، سائل، رسائل، حقائق، قائل، ذائقہ، معائنہ، مضائقہ۔(سفارشات مقتدرہ ص27،28)

سوال: رشید حسن خاں لکھتا ہے: فارسی میں ایسے موقعوں پر ہمزہ کی بجاے ''ی'' لکھی جاتی ہے یعنی آزمایش، فرمایش، نمایش وغیرہ۔

جواب: ماہرِلسانیات، ڈاکٹر رؤف پاریکھ لکھتے ہیں: **اردو کے لیے فارسی کی سند لانا بنیادی طور پر غلط ہے۔** اگر فارسی کی سند دیں گے تو پھر ہر معاملے میں دی جائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ پھر اردو لکھنے کی ضرورت ہی کیا؟ پھر فارسی ہی کیوں نہ لکھی جائے۔ہاں جب فارسی لکھیں گے تو فارسی کے اصولوں کی پیروی کی جائے گی۔ اردو لکھ رہے ہیں لہٰذا اردو کے قوانین اور اصولوں پر عمل ہونا چاہیے۔دوسری بات یہ کہ ان الفاظ میں ہمزہ لکھنے ہی سے اس کا وہ تلفظ پیدا ہوتا ہے جو اردو میں رائج ہے یعنی مثلاً فرمائش کا صحیح تلفظ ''فرمااِش'' ہے۔ گویا اس میں

ہمزہ الف کا قائم مقام ہے اور ہمزہ کی بجائے ''ی'' لکھنے سے اس کا تلفظ ''فرمایِش'' کرنا پڑے گا یا ''فرمائِش''۔ اور یہ دونوں تلفظ اردو کے لحاظ سے درست نہیں ہیں۔(جنگ اخبار، 28 جون، 2021)

(8)... عربی کے ایسے الفاظ جہاں دو ی ہوں، پہلی ی کو ہمزہ سے بدلنا درست ہے، مثلاً: تخییل سے تخئیل۔ تعیین سے تعئین۔ تمییز سے تمئیز

اضافت کے قواعد

(9)... عام قاعدہ: آخری حرف پر زیر آتا ہے جیسے: ماہِ رمضان، دعوتِ اسلامی... مگر جن لفظوں کے آخر میں یائے ساکن ہوتی ہے، اضافت کی صورت میں اس ''ی'' کے نیچے زیر آئے گا (نہ کہ ہمزہ) مثلاً: صحیح: مرضیِ خدا، آزادیِ وطن۔ غلط: مرضئ خدا، آزادئ وطن۔

(10)... الف پر ختم ہونے والے الفاظ اگر مرکبِ اضافی میں مضاف بن کر آئیں تو انھیں لکھنے کی صحیح صورت یہ ہوگی: علمائے دین، بوئے گل... یعنی ''ے'' پر ہمزہ نہیں ہوگا، کیوں کہ ''ے'' اضافت کی علامت ہے اور ہمزہ کی قائم مقام ہے، اس کے اوپر ایک ہمزہ لگانا زائد اور غیر ضروری ہے۔

اور سفارشات مقتدرہ کے مطابق: جو لفظ الف یا واؤ پر ختم ہوتا ہے، اس کے بعد اضافت کے لیے ہمزہ اور 'ے' لکھی جائے، جیسے: صدائے دل، دنیائے فانی، بوئے گل، گفتگوئے خاص، اردوئے معلیٰ۔ (ص 30)

(ب) 'ے' 'ی' اور واؤ پر ختم ہونے والے بعض الفاظ کی اضافت ہمزہ کے بغیر بہتر ہے، مثلاً: وحیِ آسمانی، وادیِ سندھ، نفیِ غیر، پیرویِ میر، شناسائے دیرینہ، سعیِ لاحاصل۔ (ایضاً ص 31)

مرکب عطفی

(11)... مرکب عطفی کی صورت یہ ہوگی: شعراو ادبا، فقرا و مساکین، آبا و اجداد وغیرہ۔

سوال: ''کیجئے'' اور ''چاہیئے'' میں ہمزہ لکھنا کیسا؟

جواب: 'کیجیے' کا اِملا 'ک ی ج ی ے' ہے۔ اسے کیجئے یعنی 'ک ی ج ء ے' لکھنا کس طرح درست ہو سکتا ہے، کیونکہ اس طرح تو اس کا تلفظ بھی ٹھیک طرح سے ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اور 'چاہیے' (چ ا ہ ی ے) میں بھی ہمزہ نہیں چاہیے۔ اسی طرح جمع کے لیے ''چاہییں'' درست ہے، یعنی دو ''ی'' کے ساتھ، اور ہمزہ کے بغیر۔

سبق:7

(5)الف اور ہائے مختفی

(12)...ہائے مختفی: وہ "ہ" جو لفظ کے آخر میں آتی ہے اور الف کی آواز دیتی ہے۔ یہ عربی و فارسی الفاظ میں کے ساتھ خاص ہے، مثالیں: رفتہ، مسئلہ، تجربہ، کعبہ، مدرسہ

(13)...جو الفاظ فارسی و عربی کے نہیں ان کے آخر میں عموماً "الف" آتا ہے۔ مثالیں:

بھروسا، گملا، پتا۔ راجا، بیڑا، باجا، جالا، چبوترا، چٹخارا، ڈبیا، انگارا، بلبلا، خراٹا، گھونسلا، سہرا، بلبلا۔ انڈا، انگارا، کٹورا، ڈراما، دھماکا، باڑا، تارا، ڈاکیا وغیرہ۔ مگر جن الفاظ کا املا 'ہ' سے رائج ہے انھیں 'ہ' سے باقی رکھا جائے۔ جیسے: کمرہ، روپیہ۔

(14)...استثنا کا مطلب یہ ہے کہ قاعدہ تو وہی رہے گا جو بیان کیا گیا ہے، ہاں! چند الفاظ ایسے ہیں جن میں وہ قاعدہ جاری نہ ہو گا یہاں استثنا کے تحت شہروں و ملکوں کے نام آتے ہیں، جیسے: افریقہ، کلکتہ، آگرہ، پٹنہ، ڈھاکہ ، ہزارہ، بنگلہ دیش وغیرہ۔

(15)...بہت سے ایسے مفرد الفاظ جو اصل کے لحاظ سے تو عربی یا فارسی کے ہیں لیکن اردو میں آکر ان کی شکل اس طرح بدل گئی گویا کہ یہ اصلاً اسی زبان کے الفاظ ہیں۔ ایسے الفاظ کے آخر میں الف لکھنا چاہیے۔ جیسے: بسترا، مسالا، بدلا۔ بہت سے مرکب الفاظ ایسے ہیں جن کا ایک ٹکڑا عربی یا فارسی کا ہے یا ایسے الفاظ جن کے دونوں ٹکڑے عربی یا فارسی کے ہیں لیکن اردو میں آکر ان میں ایسی تبدیلی آگئی کہ ان میں مکمل اردو پن آگیا تو ایسے لفظوں کے آخر میں الف لکھنا چاہیے۔ جیسے: بے صبرا، بے فکرا، ناشکرا، نمک پارا۔

اختلافی صورتیں:

املا نامہ میں شوربہ، قورمہ، عاشورہ، ملغوبہ، ڈرامہ وغیرہ کے بارے میں 'ہ' سے، جب کہ سفارشاتِ مقتدرہ والوں نے انھیں الفاظ کو الف سے لکھنے کی تجویز پیش کی ہے۔ اسی طرح املا نامہ والوں کا ماننا ہے کہ 'معما، تمغا کو دونوں طرح لکھنا درست ہے جب کہ سفارشات والے کہتے ہیں کہ: ان کو الف سے لکھا جائے۔

سبق:8

(16)...**ہم آواز الفاظ:** بعض الفاظ کی املا **معنی کے مطابق بدلتی ہے**، مثالیں:

گلا/گلہ (شکایت)☆بیضا(روشن)، بیضہ (انڈا)☆دانہ (بیج)، دانا(عقل مند)☆ذرہ(ٹکڑا)، ذرا(تھوڑا)

(6)ت/ۃ کا استعمال

(17)...کچھ عربی الفاظ اردو میں **"ۃ" کے ساتھ لکھے جاتے ہیں**، جیسے: صلوٰۃ، زکوٰۃ، مشکوٰۃ۔ بعض آراء: اب عربی تحریروں میں بھی 'و' کی پابندی نہ رہی لہٰذا "صلاۃ، زکاۃ، مشکاۃ۔" اور بعض کے نزدیک: صلات، زکات، مشکات لکھنا چاہیے۔ باقی الفاظ میں لمبی 'ت' رائج ہے، جیسے: حیات، نجات، توریت۔

(7)امالہ

(18)...جب واحد مذکر لفظ کے آخر میں **"ہ" یا "الف"** ہو اور بعد میں حروفِ مغیرہ آئیں (یعنی: تک، سے، کو، کے، کی، میں، پر، نے وغیرہ) تو آخری حرف **"ے"** میں بدل جاتا ہے، مثالیں: زید مکّہ سے آگیا۔ اس رسالہ میں... تمھارے بھروسا پر... انھیں یوں لکھنا صحیح ہوگا: زید مکّے سے آگیا۔ اس رسالے میں... تمھارے بھروسے پر... بعض استثنائی صورتیں بھی ہیں، مثلاً: میں ایشیا کا رہنے والا ہوں۔

اردو لغت نویسی کا آغاز و ارتقا

۱۔ اردو۔انگریزی اور انگریزی۔اردو لغت(۱۸۱۸ء)
۲۔ ہندوستانی اور انگریزی لغت(۱۸۴۸ء)
۳۔ نئی ہندوستانی۔انگریزی لغت(۱۸۷۹ء)
۴۔ اردو، کلاسیکی ہندی اور انگریزی لغت(۱۸۸۴ء)
۵۔ فرہنگ ہابسن۔جابسن(۱۸۸۶ء)
۶۔ فرہنگِ آصفیہ(۱۸۸۸ء۔۱۹۰۱ء)
۷۔ لغات کشوری(۱۸۹۱ء)
۸۔ امیر اللغات(۱۸۹۱ء)
۹۔ نور اللغات(۱۹۲۴ء۔۱۹۳۱ء)
۱۰۔ فیروز اللغات(۱۹۲۵ء)
۱۱۔ جامع اللغات(۱۹۳۵ء)
۱۲۔ فرہنگِ عامرہ(۱۹۳۷ء)
۱۳۔ جامع نسیم اللغات(۱۹۵۰ء۔۵۱ء)
۱۴۔ مہذب اللغات(۱۹۵۸ء۔۱۹۸۹ء)
۱۵۔ لغت کبیر(۱۹۷۳ء۔۱۹۷۵ء)
۱۶۔ علمی اردو لغت(۱۹۷۶ء)
۱۷۔ فرہنگِ تلفظ(۱۹۹۵ء)
۱۸۔ اردو لغت(تاریخی اصول پر)(۱۹۵۸ء۔۲۰۱۰ء)

www.dawateislami.net

سبق:9

ڈاکٹر رؤف پاریکھ (پیدائش:1958) کی کتاب **"اُردو املا کا مجوّزہ قرطاسِ اسلوب "** میں ہے: اردو املا کے 56 الفاظ و مرکبات کی فہرست حروفِ تہجی (ا۔ب۔پ وغیرہ) کے مطابق پیش کی جارہی ہے۔اس میں کوشش کی گئی ہے کہ اختلافی مسائل سے گریز کیا جائے اور وہی املا شامل ہو جس پر عمومی اتفاق پایا جاتا ہے۔

درست املا	وضاحت	درست املا	وضاحت
اَتائی	غیر تربیت یافتہ معالج یا اناڑی کے مفہوم میں، اسے عطائی لکھنا غلط ہے یہ غیر عربی لفظ ہے	بمشکل	'ب' پر زبر ہے اور 'بامشکل' غلط ہے۔یہاں 'با' نہیں چاہیے
اُدَبا	عربی املا: اُدَباء ہے لیکن اردو میں ہمزہ اب نہیں رہا	بہاءُالدّین	اس میں واو نہیں ہے اور اسے بہاؤالدّین لکھنا غلط ہے
ادنیٰ	ادنا لکھا جارہا ہے مگر اس کو ہر جگہ پذیرائی حاصل نہیں	بیدار	بے دار اس لیے غلط ہے کہ بے سابقہ ہے اور دار لاحقہ
ارکان	انگریزی لفظ ممبر کی جمع ممبران نہیں بن سکتی، ارکان لکھنا چاہیے	بیزار	بے زار غلط ہے
اَش اَش	عش عش درست نہیں ہے، اردو والوں نے اس کی اصل "عیش" غلط طور پر فرض کرلی ہے	پائے تخت	پائے تخت سے مراد ہے: دارالحکومت۔ پایہ تخت کا مطلب ہوگا: تخت کا پاؤں
اعلیٰ	'اعلا' لکھا جارہا ہے مگر اس کو قبولِ عام حاصل نہیں	پروا	پرواہ لکھنا غلط ہے، اس کے آخر میں "ہ" نہیں ہے
اِنکسار	انکساری درست نہیں۔"ی" کا اضافہ غیر ضروری ہے	پس منظر	پس کے "س" کے نیچے اضافت کا زیر نہیں چاہیے
اَہالیان	اہل کی جمع: اہالی اور جمع الجمع: اہالیان ہے، اسے اہلیان نہیں لکھنا چاہیے	تماشا	عربی لفظ ہے لیکن اردو میں تماشہ نہیں تماشا لکھا جاتا ہے (عربی میں تماشی ہے، یعنی چلنا)۔
آؤ	امر، ہمزہ لکھا جائے گا، لیکن ہمزہ آخر میں نہیں ہے (درست املا، آءو)	تمھارا	تمہارا غلط املا ہے، اس میں مھ ہے جو دو چشمی سے لکھنا چاہیے (درست املا: ت مھ ارا)
آیئے	امر (تعظیمی) ہمزہ لکھا جائے گا لیکن ہمزہ آخر میں نہیں ہے (درست املا۔ آءیے)	توتا	طوئے عربی الفاظ میں آتی ہے مگر توتا (ایک پرندہ) مقامی لفظ ہے اور اسے طوطا نہیں لکھنا چاہیے
براہِ مہربانی	برائے مہربانی غلط ہے۔ براہ یعنی by way of	چیخ پکار	چیخ و پکار نہیں لکھنا چاہیے، واو اضافی ہے
بشرطے کہ	اسے ملا کر بشرطیکہ بھی لکھا جاتا ہے لیکن اس طرح بعض لوگ "بشرط یہ کہ" پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔	حامی	حمایت کرنے والا، لیکن ہاں کہنا کے مفہوم 'حامی بھرنا' غلط ہے، دیکھیے: ہامی

حیرانی	حیرانگی غلط ہے	گزشتہ	ذال ہے۔زے سے یعنی گزشتہ درست نہیں
خاکہ	خاکا لکھنا غلط فہمی کا نتیجہ ہے فارسی میں 'ہ' نسبت کے لیے ہے	گزارش	زے ہے۔اس میں ذال (یعنی گزارش) نہیں ہے۔
خط کتابت	خط و کتابت غلط ہے، واو اضافی ہے	لاہور	کچھ لوگ لاھور لکھتے ہیں اس میں دو چشمی ھ کی ضرورت نہیں ہے
درستی	درستگی درست نہیں ہے۔یہاں 'گ' غیر ضروری ہے۔	لوگو!	ندائی حالت میں لوگوں (نون غنے کے ساتھ) لکھنا غلط ہے
دست گیر	ملا کر یعنی دستگیر لکھنا درست ہے لیکن لوگ دس+تگیر پڑھتے ہیں	ماخذ	واحد ہے، اس مفہوم میں مآخِذ نہیں لکھنا چاہیے
دُکان	اس میں واو غیر ضروری ہے اسے دوکان نہیں لکھنا چاہیے	مآخِذ	یہ جمع ہے، ماخذ کی، اسے واحد کے مفہوم میں نہیں لکھنا چاہیے
دوم	دوسرا یا دوسری کے معنوں میں دویم یا دوئم غلط ہے	مٹاپا	اسے موٹاپا نہیں لکھنا چاہیے۔ ''م'' پر پیش ہے۔
ذمّے دار	ذمہ دار نہیں لکھنا چاہیے، ذمّے یہاں جمع نہیں ہے بلکہ اسم کی مُحرّف (بدلی ہوئی) حالت ہے	مصرع	مصرعہ غلط ہے۔
ذمّے داری	ذمہ داری نہیں لکھنا چاہیے، ذمّے یہاں ذمہ کی مُحرّف حالت ہے جمع نہیں ہے۔	مع	معہ یا بمع یا بمعہ، یہ سب غلط ہیں۔
سوم	تیسرا یا تیسری کے مفہوم میں سوئم یا سویم غلط ہے	معما	معمہ غلط ہے۔
سوءِ اتفاق	سُوء عربی کا لفظ ہے، 'سُوئے' لکھنے سے فارسی 'سو' کا التباس	ناتا	ناطہ غلط ہے۔یہ عربی لفظ نہیں ہے۔مرکبات میں: رشتہ ناتا
سوءِ ظن	سوئے ظن غلط ہے۔ ''سُوئے'' فارسی ہے۔یہ عربی کا سُوء بمعنی: 'بُرا' یا 'برائی' ہے	نتیجہ	لوگ نتیجتاً بھی لکھتے ہیں حالانکہ عربی لفظ کے آخر میں 'ۃ' ہو تو اس پر تنوین آتی ہے۔لیکن نتیجتاً اتنا رائج ہے کہ اسے بھی درست ماننا پڑے گا۔
صوفیہ	صوفی کی جمع صوفیہ ہے، اسے بعض لوگ صوفیاء لکھتے ہیں	نسبتۃ	نسبتاً بھی اتنا رائج ہے کہ اسے بھی درست ماننا پڑے گا
طَلَبہ	طالب علم کی جمع کے طور پر مستعمل ہے	نکتہ	باریک بات یا عقل کی بات کے معنوں میں نقطہ نہیں لکھ سکتے
طُوطی	یہ بواوِ معروف بروزنِ جُوتی ہے اور توتا کی مونث نہیں	ہامی	ہاں کے مفہوم میں حامی (حمایت کرنے والا) ہر گز نہیں لکھ سکتے
عاشور/عاشورا	اس کے آخر میں ''ہ''، یعنی عاشورہ لکھنا غلط ہے	ہٰذا	اسے ہاذا نہیں لکھ سکتے۔ہٰذا اور لہٰذا درست ہیں

(ماہنامہ اخبارِ اردو، اسلام آباد، مئی، جون، جولائی 2023ء صفحہ 3 تا 10)

سبق:10

یہ تین کتب، (1) : 'املاءورموزِاوقاف'(سفارشات مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد۔جون1985ء)(صفحات:79) مرتب:اعجازراہی۔ناشر: مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد۔ (2) : 'املانامہ'(سفارشات املا کمیٹی،ترقّی اردو بورڈ)(ترمیم شدہ سفارشات املا نامہ طبع دوم1990ء)(صفحات:128)مرتب: گوپی چند نارنگ۔ناشر: ترقّی اردو بیورو، نئی دہلی۔ (3) : قواعدِاملاانشا(صفحہ1تا61)، مصنف:اختر حسین فیضی مصباحی۔ناشر: جامعہ اشرفیہ مبارک پور،ہند۔مکمل پڑھنے کا ہدف:25/12/7/3 دن۔

چاہیں تو حسبِ ذیل کتب کا بھی مطالعہ کریں:(1)املااور رموزِاوقاف(منتخب مقالات)(صفحات:332)ناشر: مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔ (2) املاے غالب(صفحات:216)مصنف: رشید حسن خاں۔ ناشر: غالب انسٹی ٹیوٹ ، نئی دہلی۔ (3) اردو املا(صفحات:706)از رشید حسن خاں۔ناشر: مجلسِ ترقّیِ ادب کلب روڈ،لاہور۔اس کتاب کا خلاصہ: اردو کیسے لکھیں از رشید حسن خاں۔

سوال: 'جمادی الاخریٰ/جمادی الثانی'لکھنا کیسا؟

جواب: درست اِملا'جُمادَی الآخِرَہ'ہے۔(آخَر بمعنیٰ: دوسرا۔اُخریٰ:(مونث آخَر)دوسری۔ثانی: دوسرا۔ آخِر: آخری)اسے 'جمادی الاُخریٰ'یا'جمادی الآخِر'یا'جمادی الثانیۃ'یا'جمادی الثانی'یا'جمادی الآخَرۃ'لکھنا بولنا صحیح نہیں۔ ایک شخص نے اپنے مکتوب میں'جمادی الثانی' تحریر کیا اس پر اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ نے فرمایا:'جمادی الثانی' مونث کی صفت مذکر۔حضرت نے 'جمادی'کا کوئی تیسرا بھی دیکھا ہوگا، کہ عرب'ثانی' بے'ثالث' نہیں بولتے۔مہینے کا عَلَم 'جُمادَی الآخِرہ' ہے،اَعلام میں تصرف کیسا؟ (فتاویٰ رضویہ680/27،فتاویٰ رضویہ(رضااکیڈمی بمبئی)341/11)

سوال: 'انکساری'اور'عاجزی وانکساری'لکھنا کیسا؟

جواب: 'انکساری'لکھنادرست نہیں ہے۔ صحیح لفظ'انکسار'ہے اور عاجزی وانکسار یا عجز وانکسار لکھنا چاہیے۔ انکساری تو عوام نے عاجزی کے قیاس پر بنالیا ہے۔اگر انکسار کی بجاے انکساری درست ہے تو کیا انحراف کی جگہ انحرافی اور انکشاف کی جگہ انکشافی بھی استعمال کیا جاسکتا ہے؟ظاہر ہے کہ نہیں،کیونکہ یہاں معنی بدل جاتے ہیں۔

سوال: کیا لفظِ ''مولٰینا'' لکھنادرست املا ہے؟

جواب: پہلے ''مولٰینا'' بھی لکھا جاتا تھا، یہ غلط نہیں تاہم اب ''مولانا''ہی زیادہ رائج اور مستعمل املا ہے۔